Digitized by Khilafat Library Rabwah

فون ۴۴۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل ربوہ

یوم بدھ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۲۸/۶۳	۲ شعبان ۱۳۹۴ھ ۔ ۲۱ ظہور ۱۳۵۳ہش ۔ ۲۱ اگست ۱۹۷۴ء	نمبر ۱۹۲

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

زندہ رسول ابدالآباد کیلئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں

آپؐ کی نبوّت اور رسالت کا دامن قیامت تک دراز ہے اور اس کے ثمرات ہر زمانہ میں پائے جاتے ہیں

(۱) "زندہ رسول ابدالآباد کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں جن کے نفوسِ طیّبہ اور قوّتِ قدسیہ کے طفیل سے ہر زمانہ میں ایک مردِ خدا خدانمائی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔" (الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۳-۴)

(۲) "مسلمانوں کا خدا پتھر، درخت، حیوان، ستارہ یا کوئی مُردہ انسان نہیں بلکہ وہ قادرِ مطلق خدا ہے جس نے زمین و آسمان کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے پیدا کیا۔ اور حیّ و قیّوم ہے مسلمانوں کا رسول وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی نبوّت اور رسالت کا دامن قیامت تک دراز ہے۔ آپؐ کی رسالت مُردہ رسالت نہیں بلکہ اس کے ثمرات اور برکات تازہ بتازہ ہر زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اُسکی صداقت اور نبوّت کی ہر زمانہ میں دلیل ٹھہرتے ہیں۔" (الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

(۳) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض ابدی ہیں اور ہر زمانہ میں آپؐ کے فیوض کا دروازہ کھلا ہوا ہے اسی لئے آپؐ کو زندہ نبی کہا جاتا ہے اور حقیقی حیات آپ کو حاصل ہے۔" (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

(۴) "ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا کیا شکر کریں کہ اس نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دے کر اور پھر اس محبت اور پیروی کے رُوحانی فیضوں سے جو سچّی تقویٰ اور سچّے آسمانی نشان ہیں کامل حصّہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔" (تریاق القلوب صفحہ ۶۵)

اخبارِ احمدیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۲۰ ماہِ ظہور کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمدللہ

احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت، غیر معمولی تائید و نصرت اور کامیابی و کامرانی کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ہمارے عقائد اور ان کی تفصیل

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۰ء میں فرمایا:-

"مَیں نے ابھی سورۃ عصر پڑھی تھی میرا مقصد اس کے پڑھنے سے یہ بتانے کا ہے کہ زمانہ جس طرح کی تیزی سے گزر رہا ہے اسی طرح ہماری عمریں بھی گزر رہی ہیں یعنی عصر کا آناً فاناً گزرنا ہماری عمروں پر اثر ڈال رہا ہے۔

اللہ نے اس کا یہ علاج بتایا ہے کہ تمہیں زمانہ کی پرواہ نہ ہو۔ اگر ہمارا حکم مان لو وہ حکم یہ ہے کہ مومن بنو اور عملِ صالح کرو۔ دوسروں کو مومن بناؤ اور حق کی وصیت کرو اور پھر حق پہنچانے میں تکالیف سے نہ ڈرو۔

یہ وہ سورۃ ہے کہ صحابہ کرامؓ جب باہم ملتے تو اس سورۃ کو پڑھ لیا کرتے۔ تم اور ہم بھی آج ملے ہیں اس لئے اسی سُنّت کریمہ کے مطابق مَیں نے بھی اس کو پڑھا ہے۔

اور مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں تم میرے دل کو چیر کر نہیں دیکھ سکتے نہ اس کا لکھا پڑھ سکتے ہو۔ البتہ میری زبان کے اقرار سے پوچھے جاؤ گے اور اس سے اگر نفع اٹھاؤ تو تمہارا بھلا ہوگا۔

مَیں جس ایمان پر قائم ہوں وہ وہی ہے جس کا ذکر مَیں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں کیا ہے۔ مَیں اللہ کو اپنی ذات میں واحد صفات میں یکتا اور افعال میں لَیْسَ کَمِثْلِہٖ اور حقیقی معبود سمجھتا ہوں۔ اللہ کے ملائکہ پر ایمان لاتا ہوں جو اللہ نے پیدا کئے ہیں اور تمام اُن رسولوں اور کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے بھیجیں ایمان رکھتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ

(باقی صفحہ ۶ پر)

ضروری اعلان

تمام تعلیمی ادارہ جات کھل چکے ہیں اس لئے تمام احمدی بچوں کو چاہیئے کہ وہ باقاعدہ اپنی اپنی کلاسوں میں حاضر ہوں اور دلجمعی سے اپنی پڑھائی شروع کر دیں۔ (ناظم تعلیم)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۱ ظہور ۱۳۵۴ھش

استجابتِ دُعا کی حقیقت

اسلام کا یہ ایک مسلّمہ عقیدہ ہے اس کی صحت پر انبیاء کرام اور دیگر عباد الرحمٰن کی زندگیاں اور ہر دَور اور ہر زمانہ کے لوگوں کے اپنے تجارب شاہد ناطق ہیں۔ آج کل کے بعض تعلیم یافتہ مغرب کے مادی فلسفہ کے زیر اثر دُعا کے قائل نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک یہ کائنات اور اس میں رو نما ہونے والے واقعات عالم اسباب میں جکڑے ہوئے ہیں۔ بغیر سبب کے کوئی بات بھی رو نما نہیں ہو سکتی۔ جب تک اسباب مہیا نہ ہوں اور ان کے مہیا کرنے کے لئے کوشش نہ کی جائے۔ کوئی امر بھی وقوع پذیر نہیں ہو سکتا بنا بریں ان کے نزدیک محض دُعا کے نتیجہ میں کسی متوقع تبدیلی کی امید عبث ہے۔

یہ تو صحیح ہے کہ یہ کائنات اس کا محکم و ابلغ نظام اور اس میں رو نما ہونے والے تغیرات عالم اسباب میں جکڑے ہوئے ہیں لیکن ایسے لوگ اس امر کو فراموش کر دیتے ہیں کہ اس کائنات اور اس کے محکم و ابلغ نظام کو بنانے والا عالم اسباب کا بھی خالق ہے۔ وہ جب کسی امر کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے یا کسی تغیر کے رو نما ہونے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کے اسباب وہ خود پیدا کر دیتا ہے۔ وہ اسباب کے پیدا کرنے پر اسی طرح قادر ہے جس طرح اس نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کائنات کو پیدا کر دکھایا ہے۔ رہا اسباب مہیا کرنے کا معاملہ تو ایک انسان کسی کام کے سلسلہ میں صرف اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق ہی اسباب مہیا کر سکتا ہے۔ جب وہ اپنی طاقت اور استطاعت کی آخری حد تک جمع اسباب کی کوشش کو پہنچا دیتا ہے اور پھر بھی مطلوبہ اسباب مہیا نہیں ہو پاتے تو اس وقت اگر وہ خالق اسباب کے حضور جھکے اور انتہائی تضرع کے ساتھ مدد و نصرت کا طالب ہو تو خالق اسباب اس کی دُعا کو قبول کرتے ہوئے مطلوبہ اسباب مہیا کر دکھاتا ہے اور اس طرح دُعا کرنے والا اپنی مراد کو پا لیتا ہے۔ دراصل وہ لوگ جو دُعا کی تاثیر کے قائل نہیں ہیں خدا کو اس کائنات کا خالق یقین نہیں کرتے اور اگر وہ یقین کرتے تو دُعا کی قبولیت کے کبھی منکر نہ ہوتے وہ چونکہ خدا تعالیٰ کی صفتِ خلق کے قائل ہی نہیں ہیں اس لئے استجابتِ دعا کی حقیقت سے بھی یکسر نابلد اور نا آشنا ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ میں ایسے لوگوں پر ان کی غلطی واضح کرنے کے لئے استجابت دعا کی حقیقت کو نہایت ہی دلجو آفریں انداز میں واضح فرمایا ہے اور قبولیت دُعا کے زندہ نمونے دکھا کر انہیں لاجواب کر دکھایا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام دُعا کی ماہیت اور استجابت دُعا کی حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اب ہم فائدہ عام کے لئے کچھ استجابت دُعا کی حقیقت کو واضح کرتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ استجابت دُعا کا مسئلہ درحقیقت دُعا کے مسئلہ کی ایک فرع ہے۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اس کو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دھوکے لگتے ہیں۔۔۔
۔۔۔۔ اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق جاذبہ ہے۔ یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے، پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں تب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جلشانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دُعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دُعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں اس دُعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور اگر قحط کے لئے بددعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دُعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دُعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔"

(برکات الدعا)

پھر آپ نے مغربی فلسفہ کے زیر اثر دُعا کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا انکار کرنے والوں پر حجت تمام کرنے کے لئے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میں ہر وقت قبولیت دُعا کا نمونہ ہر وقت دکھانے کے لئے تیار ہوں۔ سو گویا آپ نے صرف قبولیت دُعا کا فلسفہ ہی بیان نہیں فرمایا بلکہ اس کے زندہ اور درخشندہ تازہ بتازہ نمونے پیش کر کے قبولیت دُعا پر زندہ اور حقیقی ایمان بھی پیدا کر دکھایا۔ چنانچہ آپ نے قبولیت دُعا کی فلاسفی کو ایک لطیف مثال سے واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دیکھو ایک بچہ بھوک سے بیتاب اور بیقرار ہو کر دودھ کے لئے چلاتا ہے تو ماں کی پستان میں دودھ جوش مار کر آ جاتا ہے۔ حالانکہ بچہ تو دُعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ کو جذب کر لیتی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے۔ بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچی فوراً دودھ اتر آیا ہے۔ جیسے بچے کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اُس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔ اور میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیتِ دُعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آجکل کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دُنیا سے اُٹھ نہیں سکتی اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ میں قبولیت دُعا کا نمونہ دکھلانے کیلئے ہر وقت تیار ہوں۔"

(ملفوظات جلد اوّل ص ۱۹۸)

حضور علیہ السلام نے قبولیت دُعا کے جو لاتعداد زندہ و درخشندہ نمونے دکھائے یہ ان کا ہی ایک عظیم الشان ثمرہ ہے کہ آپ کے متبعین میں سے ہر شخص بفضل اللہ تعالیٰ ذاتی تجربہ کی بناء پر قبولیت دُعا پر زندہ ایمان سے مالا مال ہے اور یہ زندہ ایمان اس کی نہایت ہی بیش قیمت دولت ہے۔ وہ ہر روز اللہ تعالیٰ کے حضور نمازوں میں اور نمازوں کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی تضرع کے ساتھ دعائیں کرتے اور خدا کے فضل اور رحمت کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے مشاہدہ کرتے ہیں۔

یہ ہمارا ایک دائمی تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ ہماری اضطراری چلاہٹ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک زبردست تائیدی نشان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہمیں اس آخری زمانہ میں عطا ہوا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔
"اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دُعا ہے۔"
(برکات الدعا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعجازِ قرآنی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مبارک ارشادات

"قرآن شریف توحید کے کامل اور پُرزور بیان میں اپنے اصول کو معقول اور مدلّل طور پر ثابت کرنے میں، اخلاق فاضلہ کے تمام جزئیات کے سمجھنے میں، اخلاق ذمیمہ کے مطالبات لطیفہ میں، وصول الی کے تمام طریقوں کی توضیح میں، نجات کی سچی فلاسفی ظاہر کرنے میں صفات کاملہ الٰہیہ کے اکمل و اتم ذکر میں، مبداء و معاد کے پُرحکمت بیان میں، روح کی خاصیتوں اور قوتوں اور طاقتوں اور استعدادوں کے بیان میں، حکومت بالغہ الٰہیہ کے تمام وسائل پر احاطہ کرنے میں، تمام اقسام کی صداقتوں پر مشتمل ہونے میں، تمام مذاہب باطلہ کو عقلی طور پر رد کرنے میں، حقوق عباد اللہ کے قائم کرنے میں اور تاثیرات و تنویرات روحانیہ میں اور پھر باایں ہمہ فصیح اور بلیغ اور رنگینی عبارت میں اس کمال کے درجہ تک پہنچا ہوا ہے کہ ہر ایک حصہ اسکے بیان کا ان بیانات میں سے درحقیقت معجزہ عظیمہ ہے جس کا مقابلہ نہ کوئی آریہ کر سکتا ہے نہ کوئی عیسائی اور نہ کوئی یہودی اور نہ کوئی اور شخص جو کسی مذہب کا پابند ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۷۱)

۲۔ "قرآن معجزات سے بھر رہا ہے ... وہ خود معجزہ ہے . . . . اور پیشگوئیاں تو اس میں دریا کی طرح بہہ رہی ہیں۔"

(جنگ مقدس مباحثہ ۵ جون ۱۸۹۳ء صفحہ ۵)

۳۔ "إِنَّ الْقُرْآنَ مَا ادَّعَى إِعْجَازَ الْبَلَاغَةِ إِلَّا فِي الرِّيَاضَةِ"

نور الحق حصہ اوّل صفحہ ۱

یعنی قرآن کریم نے اعجاز بلاغت کا دعویٰ کشتی کے میدان میں کیا ہے۔

۴۔ "اگر قرآن کریم فصاحت اور بلاغت کے اعلیٰ مدارج سے متنزل ہوتا تو مخالفوں پر یہ بات بہت آسان ہو جاتی اور وہ کہہ سکتے تھے کہ اے مرد جو کلام تو پیش کیا ہے اور جو بات تو لایا ہے فصیح نہیں ہے بلکہ صحیح بھی نہیں ہے اور اس میں معانی مطروقۃ المواد پائے جاتے ہیں اور اس میں رفیق الفاظ موجود ہیں۔ اور تو نے اپنی کلام میں غلطی کی ہے اور مطلب سے دور جا پڑا ہے اور کوئی نکتہ تیری کلام میں نہیں بلکہ اس میں تو ایسے ایسے لفظ ہیں پس کچھ حاجت نہیں کہ ہم اس کی کوئی نظیر بنادیں یا اس سے نعل بنعل مقابلہ کریں۔ ہم سے الگ ہو اور اپنی کلام کی تعریفیں چھوڑ دے کیونکہ تیرا کلام مشہور ادیبوں کے نزدیک ردّی ہے مگر کفار عرب اس راہ پر نہیں چلے اور اس دعوے میں انہوں نے کچھ جرح قدح نہیں کیا بلکہ انہوں نے تو قرآن کے اعلےٰ مراتب بلاغت کو قبول کیا اور اس کی عظیم الشان فصاحت سے تعجب میں رہ گئے اور کہا کہ یہ تو صریح جادو ہے اور اکثر ان کے اس قرآنی معجزہ پر ایمان لائے اور اقرار کیا کہ اس کے بازو کی سخت پکڑ ہے اور اس کی حقیقت کے دریافت سے عاجز رہ گئے اور کہا کہ یہ ایک کلام ہے کہ کلام بشر پر غالب آ گیا اور وہ سارے کا سارا مغز ہے اور اس کے ساتھ چھلکا نہیں اور اس پر ایک آب و تاب ہے اور اس میں ایک حلاوت ہے اور وہ ایک بے اندازہ اور بکثرت پانی ہے جو پینے والوں کے پینے سے ختم نہیں ہوتا اور قرآن کریم کی قدر شناس ہیں کوئی کلمہ منہ پر نہ لائے اور اس کی جرح میں انہوں نے کوئی بات منہ سے نہ نکالی اور اس کے میدان میں انہوں نے ٹکر کے اونٹ دوڑائے تو سہی مگر خوف زدہ اور شرمندہ ہو کر رجوع کیا اور ان میں اکثر قرآن کریم کو سن کر رو رو کر سجدہ کرتے تھے۔"

ترجمہ از عربی نور الحق

حصہ اوّل صفحہ ۱۱۱

۵۔ "میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسےٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۱)

۶۔ "اعجاز کی خوبی اور وجہ تو یہی ہے کہ ہر رعایت کو زیرِ نظر رکھے فصاحت بلاغت کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دے۔ صداقت اور حکمت کو بھی نہ چھوڑے یہ معجزہ قرآن ہی کا ہے جو آفتاب کی طرح روشن ہے جو ہر پہلو سے اپنے اندر اعجاز کی طاقت رکھتا ہے۔"

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۸۵

۷۔ "پس حاصل کلام یہ ہے کہ جو ہم نے بیان کیا ہے یہ قرآن شریف کی تعلیمیں ہیں اور انہی تعلیموں کے ساتھ انسان کی تکمیل علمی اور عملی کا دائرہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے اور یہ تعلیمیں ایسے معارف ہیں کہ پہلی کتابوں میں سے کوئی کتاب بھی ان کی متکفل نہیں ہوتی اور نہ کبھی پہلے صحیفوں میں سے کوئی صحیفہ ان پر مشتمل ہوتا ہے۔ پس ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ علمی اور عملی معجزہ ہے اور قرآن کریم کا تمام مخلوق کے لئے یہ اعجاز ہے اور پہلے نبیوں کے معجزے منقضی اور معدوم ہو گئے۔ مگر یہ قرآنی معجزہ قیامت تک باقی رہے گا اور یہ جو ہم نے کہا کہ قرآن علمی و عملی معجزہ ہے سو یہ ایک بیہودہ اور بے اصل بات نہیں ہے بلکہ ہمارے پاس اس پر دلائل قاطعہ اور براہین شافیہ اور تسکین بخش ہیں۔ پس تو جان کہ قرآن شریف کا علمی معجزہ بدیہیات کی طرح ثابت ہے اور اس پر کسی قسم کے شبہات کے غبار نہیں۔ کیونکہ وہ ایک ایسا کلام ہے جو ضروری تعلیموں اور ضروری وصایا اور معارف اور دلائل کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے اور وہ ایک ایسی تعلیم کامل ہے جو تمام انسانی ضرورتوں کو جو حد انتہائی تک پہنچنے کے لئے پیش آتی ہیں پوری کرتی ہے اور جو حق کے ثبوت میں دلائل پیش کرنا چاہیئے یا جس طرح باطل کا رد کرنا چاہیئے یا جس طور اور انداز سے معرفت کی باریک باتیں بیان کرنی چاہیے ان میں سے ایک بات کو بھی اس نے نہیں چھوڑا اور اس پر زائد یہ امر ہے کہ ان تمام تعلیموں اور احکام اور حدود کو نہایت فصیح اور بلیغ اور شیریں اور پسندیدہ پیرایہ میں بیان فرمایا ہے اور یہ ایک ایسا امر ہے جو انسان کی قدرت سے بالاتر ہے اور ہمارا یہ قول کہ قرآن جیسا کہ علمی معجزہ ہے ایسا ہی وہ عملی معجزہ بھی ہے۔ سو یہ امر بھی اس کی پہلی شاخ کی طرح ایک بدیہی واقعہ ہے اور انکار اور خصومت کی گنجائش نہیں کیونکہ قرآنی تعلیموں نے اپنی تاثیرات عجیبہ اور تبدیلات غریبہ اور ان روشنیوں کو دلوں پر ڈالنے سے جو خارق عادت ہیں اور ردّی اور مستحکم ملکوں کے دور کرنے سے عقلمندوں کو حیران کر دیا ہے اور ٹیڑھی اور سخت طبیعتوں کے دیوار کے اوپر سے کودا ہے کہ جو سخت دلوں کے گھر تھے اور ان کے اندر داخل ہو گیا ہے اور ان لوگوں تک پہنچا ہے جو بباعث سفلی طبیعتوں کے عمیق اور ناقابل گذر خندقوں کے پرے رہتے تھے اور خدا نے اسکے ساتھ سخت کو نرم اور دور کو نزدیک کر دیا ہے اور سینوں کو قبض سے انشراح کی طرف اور تنگی سے فراخی کی طرف پھیر دیا اور حجاب کو دور کیا اور حق کو دکھلا دیا یہاں تک کہ مومنوں کو الہامات صریحہ اور مکاشفات صادقہ اور صحیحہ تک پہنچا دیا اور دائمی کرامتوں کا دانہ اُن کے سینوں کی ہموار زمین میں بو دیا۔"

(نجم الہدیٰ صفحہ ۱۵-۱۶)

۸۔ "یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ الفاظ کے اندر علمی باتیں بھری ہیں اور عربی زبان اسی لئے خاتم الالسنہ ہے۔ چونکہ قرآن جیسا عظیم الشان معجزہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اس لئے اس کی عظمت علمی پہلو سے بہت بڑی ہے"

(الحکم ۲۴ ستمبر ۱۸۹۸ء)

۹۔ "معجزہ تو علم ہی کا بڑا ہوتا ہے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہی تھا جو اب تک قائم ہے۔" (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

۱۰۔ "یہ قرآن شریف کا ہی معجزہ ہے کہ عبارت بھی فصیح و بلیغ ایسی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی اور مضامین بھی عالی اور علمی ہیں" (الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۱)

قرآن شریف کا معجزہ ابدی معجزہ ہے۔ قلت مفاہیم ہے ورنہ اگر سمجھانے والے ہوں تو اب بھی یہ اسی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔

(الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء)

(۱۲)

یہ (قرآن کریم) ابدی معجزہ اور زندہ نشان ہے جو ہر وقت دکھایا جاسکتا ہے عصاء موسیٰ کا جو معجزہ دکھایا گیا تھا اب اس کو کوئی کہاں سے لائے۔ وہ اگر ابدی ہوتا تو چاہیئے تھا کہ اب تک کسی صندوق میں رکھا رہتا اور کچھ حصہ اس کا سانپ بھی بنا ہوتا۔ یہ فخر قرآن مجید کو ہی حاصل ہے۔

(الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء)

(۱۳)

قرآن شریف جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کامل معجزہ ہے۔ دوسری کتابوں کی نسبت ہم نہیں دیکھتے کہ ایسی تحدی کی گئی ہو جیسی قرآن شریف نے کی ہے۔ اگرچہ ہم اپنے تجربہ اور قرآن شریف کے معجزہ کی بناء پر یہ ایمان لاتے ہیں کہ خدا کا کلام ہر حال میں معجزہ ہوتا ہے۔ لیکن قرآن شریف کا اعجاز جس کاملیت اور جامعیت کے ساتھ معجزہ ہے۔ دوسرے کو ہم اس جگہ پر نہیں رکھ سکتے کیونکہ بہت سی وجوہ اور صورتیں اس کے معجزہ ہونے کی ہیں۔ اور کوئی شخص اس کی مثل بنانے پر قادر نہیں۔

(الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء)

(۱۴)

کیا باعتبار فصاحت و بلاغت کیا باعتبار ترتیب مضامین کیا باعتبار تعلیم کیا باعتبار کمالات تعلیم، کیا باعتبار ثمرات تعلیم غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا اعجاز ثابت ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی۔

(الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء)

(۱۵)

قرآن شریف ایک کامل اور زندہ اعجاز ہے اور کلام کا معجزہ ایسا معجزہ ہوتا ہے کہ کبھی اور کسی زمانہ میں وہ پرانا نہیں ہوسکتا اور نہ فنا کا ہاتھ اس پر چل سکتا ہے۔

(ایضاً)

(۱۶)

ہم خدا تعالیٰ کے کلام کو کامل اعجاز مانتے ہیں اور ہمارا یقین اور دعویٰ ہے کہ کوئی دوسری کتاب اس کے مقابل نہیں ہے۔ میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ قرآن شریف کا کوئی امر پیش کریں وہ اپنی جگہ بے نظیر ہے۔

نشان اور معجزہ ہے

(ایضاً)

(۱۷)

قرآن شریف ایک حکمت ہے اور مستقل شریعت ہے اور ساری تعلیموں کا مخزن ہے اور اسی طرح پر قرآن شریف کا پہلا معجزہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے اور پھر دوسرا معجزہ قرآن شریف کا اس کی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ اور سورہ تحریم اور سورۃ نور میں کتنی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ساری پیشگوئیوں سے بھری ہوئی ہے ان پر اگر ایک دانشمند آدمی خدا سے خوف کھا کر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ کس قدر غیب کی خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہیں کیا اس وقت جبکہ ساری قوم آپ کی مخالف تھی اور کوئی ہمدرد اور رفیق نہ تھا۔ یہ کہنا کہ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ جھوٹی بات ہو سکتی ہے اسباب کے لحاظ سے تو ایسا فتویٰ دیا جاتا تھا کہ ان کا خاتمہ ہو جاوے گا۔ مگر آپ ایسی حالت میں اپنی کامیابی اور دشمنوں کی ذلت اور نامرادی کی پیشگوئیاں کر رہے ہیں اور آخر اسی طرح وقوع میں آیا پھر تیرہ سو سال کے بعد قائم ہونے والے سلسلہ کی اور اس وقت کے آثار و علامات کی پیشگوئیاں کتنی عظیم الشان اور بے نظیر ہیں دنیا کی کسی کتاب کی پیشگوئیوں کو پیش کرو کیا مسیح کی پیشگوئیاں ان کا مقابلہ کرسکتی ہیں جہاں صرف اتنا ہی ہے کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے آندھیاں آئیں گی مرغ بانگ دیگا وغیرہ وغیرہ

(الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۳ء)

(۱۸)

اس سے بڑھ کر کیا بے ادبی ہوگی کہ قرآن شریف کی آیات کو جو ہر پہلو اور ہر رنگ میں کیا ظاہر کیا باطن ایک معجزہ ہیں تک بندی کہا جاتا ہے قرآن شریف کا جس طرح باطن معجزہ ہے ویسے ہی اس کے ظاہر الفاظ بھی معجزہ ہیں۔ ایک انسان کا اگر ظاہری گندہ و ناپاک اور خبیث ہو تو اس کی روحانی حالت کیا ہوگی عوام اسباب ظاہری نظیر والوں کے لئے تو ظاہری ہی معجزہ ہوتی ہے قرآن ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے ہے اور اسی لئے ہر رنگ میں معجزہ اور نشان ہے۔

(الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۳ء)

(۱۹)

اس وقت بھی وہ خدا جو ہمیشہ سے ناطق خدا ہے اور لذیذ کلام دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے اور قرآن شریف کے اعجاز کا ثبوت اس وقت بھی دے رہا ہے۔ یہ قرآن شریف ہی کا معجزہ ہے کہ جو ہم تحدی کر رہے ہیں کہ ہمارے بالمقابل قرآن شریف کے حقائق و معارف عربی زبان میں لکھو اور کسی کو یہ قدرت نہیں ہوتی کہ مقابلہ کے لئے نکل سکے۔ ہمارا مقابلہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہے کیونکہ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ جو فرمایا گیا ہے۔ اس وقت جو تعلیم الکتاب والحکمت ہو رہی ہے اور ایک قوم کو اس وقت بھی صحابہ کی طرح اللہ تعالیٰ بنانا چاہتا ہے اس کی اصل غرض یہی ہے کہ تا قرآن شریف کا معجزہ ثابت ہو۔ (الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء)

(۲۰)

قرآن شریف ایسا معجزہ ہے کہ وہ نہ اول مثل ہوا اور نہ آخر کبھی ہوگا۔ اس کے فیوض و برکات کا در ہمیشہ جاری رہے گا۔ اور ہر زمانہ میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا۔ (الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء)

(۲۱)

قرآن شریف بدوں غور و خوض، بدوں محو و اثبات اپنے اندر زندگی کی روح رکھتا ہے اور بدوں کسی نسبتی لحاظ یا مقابلہ کے وہ مستقل اعجاز ہے اس وقت جو اعجازِ کلام دیا گیا ہے یہ گویا اسی اعجاز کو اسی طرح پر دکھایا گیا ہے جیسے ایک عمارت کو ایک نقشہ نویس کے رنگ میں دکھایا جاتا ہے اور ایک شیشہ کو دوسرے شیشہ میں دکھایا جاوے۔

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء)

(۲۲)

قرآن کریم میں بھی ایک بے نقط معجزہ ہے اور وہ یہ ہے لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ اس میں ریب کا کوئی لفظ نہیں۔ یہی اس کا معجزہ ہے لَا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ اس سے بڑھ کر اور کیا خوبی ہوگی۔ میں نے کئی بار اشتہار دیا ہے کہ کوئی ایسی سچائی پیش کرو جو ہم قرآن شریف سے نہ نکال سکیں۔ لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ یہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے اپنے حقائق اور معارف کے لحاظ سے اور اپنی فصاحت و بلاغت کے رنگ میں۔

اگر بشری کلام ہوتا تو سطحی خیالات کا نمونہ دکھایا جاتا۔ مگر یہ طرز ہی اور ہے جو بشری طرزوں سے الگ اور ممتاز ہے۔ اس کے باوجود اعلیٰ درجہ کی بلند پروازی کے نمود و نمائش بالکل نہیں۔ خود فرمایا کہ اُمیوں کے لئے ہے پھر اور لطف یہ ہے کہ ظاہر تو اُمیوں کے لئے ہے اور باطن ہر ایک کو سیراب کرنے والا ہے۔

(الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء)

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ کا فرض ہے کہ وہ مرکز کو اپنی کارگزاری سے باخبر رکھیں اور باقاعدہ ماہوار رپورٹ ارسال کریں۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

صرف قرآن کریم نے اپنے معجزہ ہونے کا ذکر کیا ہے

۱۔ یاد رہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کی طرف سے معجزہ ہونے کا دعویٰ پیش ہوا اور بڑے زور سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ اس کی خبریں اور اس کے قصے سب غیب گوئی ہیں اور آئندہ کی خبریں بھی قیامت تک اس میں درج ہیں اور وہ اپنی فصاحت بلاغت کے رو سے بھی معجزہ ہے.......... پس بلاشبہ قرآن شریف کا اعلیٰ مضمون وحی الٰہی سے ہے۔ اور وہ وحی ایسی عظیم الشان معجزہ تھا کہ اس کی نظیر کوئی شخص پیش نہ کرسکا۔

(چشمہ مسیحی صفحہ ۸)

۲۔ قرآن کا تو دعویٰ ہے کہ انسان ایسا قرآن بنانے پر قادر نہیں۔ اور تمام مخالفین نے چپ رہ کر اس دعویٰ کا سچا ہونا ثابت کر دیا

(چشمہ مسیحی صفحہ حاشیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوشوارہ وصولی فیصد چندہ تحریک جدید سال ۴۰/۴۱

لغائت ۳۱ ۷/۱۹۷۴

نمبر شمار	نام ضلع یا علاقہ	وصولی فیصد	نمبر شمار	نام ضلع یا علاقہ	وصولی فیصد
۱	ربوہ	۷۱ فیصد	۱۷	راولپنڈی	۴۱ فیصد
۲	جھنگ	۵۴ "	۱۸	آزاد کشمیر	۹۳ "
۳	میانوالی	۲۱ "	۱۹	جہلم	۴۴ "
۴	سرگودھا	۶۶ "	۲۰	گجرات	۶۵ "
۵	لائل پور	۴۰ "	۲۱	کراچی	۳۲ "
۶	لاہور	۵۳ "	۲۲	کوئٹہ	۳۸ "
۷	گوجرانوالہ	۴۱ "	۲۳	ملتان	۳۱½ "
۸	سیالکوٹ	۵۴ "	۲۴	ساہیوال	۳۵ "
۹	شیخوپورہ	۴۶ "	۲۵	ڈیرہ غازی خاں	۴۳ "
۱۰	پشاور	۶۲ "	۲۶	مظفر گڑھ	۴۵ "
۱۱	ہزارہ	۵۶½ "	۲۷	بہاولپور	۳۳ "
۱۲	مردان	۶۷ "	۲۸	بہاولنگر	۷۴ "
۱۳	کوہاٹ	۴۴½ "	۲۹	رحیم یار خاں	۵۹ "
۱۴	بنوں	۶۳½ "	۳۰	حیدرآباد ڈویژن	۴۱½ "
۱۵	ڈیرہ اسمٰعیل خاں	۴ "	۳۱	خیرپور ڈویژن	۱۳۶ "
۱۶	کیمبل پور	۲۰ "			

وکیل المال اوّل تحریک جدید

زندگی وقف کرنے کی عظمت و اہمیت

زندگی وقف کرنے کی عظمت و اہمیت واضح کرتے ہوئے حضور المصلح الموعودؓ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۵۳ء کو فرمایا کہ۔

"وقف زندگی کی تحریک پر بہت سے نوجوان آگے آئے تھے لیکن ان میں سے بعض نے کمزوری اور غداری دکھائی ہے جس کی وجہ سے بہت سی مشکلات پیدا ہوگئی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے مخلص نوجوان ایک پورے عزم اور ارادہ کے ساتھ آگے آئیں اور اپنی زندگیوں کو وقف کرکے آخر تک ثابت قدمی کا نمونہ دکھائیں۔ دوسری طرف میں جماعت کو یہ بھی کہتا ہوں کہ وہ واقفین کی عظمت و اہمیت کو سمجھے اور اسے محسوس کرے۔ ہماری جماعت میں واقفین کے لئے عزت اور احترام کا ایک خاص جذبہ ہونا چاہئیے۔"

(مطبوعہ الفضل ۱۲ جنوری ۱۹۵۴ء)

احباب جماعت کو چاہئیے کہ وہ حضورؓ کے ارشاد کے مطابق واقفین کے لئے عزت اور احترام کا ایک خاص جذبہ اپنے اندر پیدا کریں اور جماعت کے مخلص نوجوان حضورؓ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کریں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

خالی اسامیاں

پاکستان سٹیل ملز کارپوریشن کراچی میں انجینئروں۔ ڈپلومہ انجینئروں وغیرہ کی اسامیاں خالی ہیں۔ METALLURGICAL انجینئرز۔ مکینیکل انجینئرز۔ الیکٹریکل انجینئرز کیمیکل انجینئرز ڈپلومہ انجینئرز۔ کیمیکل / مکینیکل / مائننگ۔

درخواستیں ۱۵ ستمبر ۱۹۷۴ء تک مندرجہ ذیل ایڈریس پر مقررہ فارم پر بھجوا دیں۔

جنرل منیجر (ایڈمن) پاکستان سٹیل ملز کارپوریشن لمیٹڈ سٹیٹ لائف بلڈنگ نمبر ۲ (5TH فلور) والیس روڈ چندریگر روڈ۔ کراچی۔

اسامیاں عارضی ہیں مگر مستقل کئے جانے کا امکان ہے۔ تفاصیل۔ شرائط۔ تجربہ مطلوبہ، تنخواہوں کے بارہ میں پاکستان ٹائمز مورخہ ۱۸/۸ ص ۳ ملاحظہ فرمائیں۔ (ناظر تعلیم)

انصار اللہ اور قیادت ایثار

ابتلاء اور آزمائش کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ سے زیادہ جھکنے اور توجہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ سو ان ایام میں ہمارا قدم پہلے سے بھی تیز ہو جانا چاہئیے۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ قیادت ہذا کی ایک ایک شق کا جائزہ لیا جائے گا اور ان کی روشنی میں بلا مذہب و ملت زیادہ سے زیادہ خدمت بجا لانے کی کوشش کی جائے گی۔

(قائد ایثار مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

فوری ضرورت

ایک تجربہ کار محنتی اور دیانتدار کار ڈرائیور کی ضرورت ہے خواہشمند حضرات اپنی درخواست کے ہمراہ مقامی پریذیڈنٹ۔ صدر حلقہ یا امیر جماعت کی سفارش کے ساتھ مجھے ملیں۔

میاں نعیم احمد افسر امانت تحریک جدید ربوہ

درخواستِ دعا

میرا بھانجہ عزیزم ملک عبدالرشید سخت بیمار ہے اور لیاقت میڈیکل کالج ہسپتال میں داخل ہے۔ احباب سے اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔ نیز میرا چھوٹا بچہ بیمار ہے اور بغرض علاج حیدرآباد لائے ہوئے ہیں اس کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

(بشیر احمد ملک ابن ملک محمد شفیع صاحب بدین ضلع حیدرآباد سندھ)

میری اہلیہ عرصہ دو سال سے بعارضہ ہائی بلڈ پریشر اور شوگر بیمار رہیں اس کی وجہ سے بینائی پر بھی اثر ہے۔ تمام احباب جماعت سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ وہ موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(خواجہ محمد شریف پشاور)

خاکسار کا عنقریب ایف۔ایس۔سی کا امتحان شروع ہو رہا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مجھے امتحان میں نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔

(بشارت احمد ولد ڈاکٹر غلام محمد حق معلم وقف جدید رائے پور ضلع سیالکوٹ)

دعائے مغفرت

محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا ریاض بیگ صاحب فوٹوگرافر نصیرآباد ضلع لاڑکانہ ۲۲ جولائی کو بوقت ۱۱ بجے رات بمقام [illegible] وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ۲۹ مئی ۱۹۶۹ء کو بیعت کرکے احمدیت سے مشرف ہوئی تھیں۔ صوم و صلوٰۃ کی سخت پابند تھیں۔

مرحومہ نے اپنی یادگار ۳ بیٹے اور ایک لڑکی چھوڑے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

(صوفی محمد حسن منگی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ نصیرآباد ضلع لاڑکانہ سندھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے محسن اعظم اور اس صفت میں یکتا و بے نظیر ہیں

آپؐ کی محسنانہ ہمدردی اور مشفقانہ غمخواری کا تعلق تمام دنیا اور قیامت تک کے تمام زمانوں سے ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۰ مارچ ۱۹۷۰ء کو خطبۂ جمعہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہم جو حقیقتِ محمدیہ کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور اس بات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہیں کہ آپؐ ہی ختم المرسلین اور خاتم الانبیاءؐ ہیں ہم اپنے نفوس میں بھی یہ مشاہدہ کرتے ہیں اور ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ دُنیا بھی اس بات کو سمجھنے لگے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتا ہے۔

نقشِ قدم پر چلنے میں تین باتیں آتی ہیں۔ اوّل یہ کہ آپؐ کے حُسن کو جاننا جس کے نتیجہ میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ پس نقشِ قدم پر چلنے کے لئے ضروری ہے کہ آپؐ کے حُسن کا علم حاصل کر کے بے اختیار ہو کر آپؐ کی محبت میں کھو جانا۔

دوم یہ کہ آپؐ کی عظمت کو پہچاننا۔
قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔
(بنی اسرائیل آیت ۹۶)

ایک عظیم نعرہ تھا جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں آپؐ کے مظہر الوہیت ہونے کا لگایا گیا جو عظمت اور جلال ہمیں اللہ تعالیٰ میں (جو کہ تمام صفات حسنہ سے متصف اور ہر عیب سے پاک ہے) نظر آتا ہے وہی عظمت اور جلال ظلّی طور پر ہمیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں نظر آتا ہے کیونکہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر اتم ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کی ظلّیت میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو عظمت اور جو جلال حاصل ہوا اس کی قدر کرنا اور اس کو پہچاننا آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کے لئے ضروری ہے تاکہ ہر انسان اپنے ظرف کے مطابق روحانی ترقیات کرتا ہوا اپنے ربّ کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرے اور اس کی صفات کا زیادہ سے زیادہ مظہر بن سکے۔

نقشِ قدم پر چلنے کے لئے تیسری ضروری بات یہ ہے کہ آپؐ کی کامل اطاعت کی جائے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور آپؐ کی عظمت اور جلال اور آپؐ کے مقام کو پہچانتا ہے اور اس عشق کے نتیجہ میں اور اس عظمت کے رُعب کے سایہ میں آپؐ کی کامل اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور اسے ہر وہ چیز مل جاتی ہے جو ایک محبوب کو محبت کرنے والے پیارے سے مِلا کرتی ہے۔ چونکہ ہر چیز خدا تعالیٰ کی ہے اس لئے جو خدا تعالیٰ کا محبوب بن گیا اُسے تو سب کچھ مل گیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

پھر ہم جو حقیقتِ محمدیہ کا عرفان رکھتے ہیں ہم یہ جانتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم اس صفت میں کہ آپؐ انسانیت کے محسنِ اعظم ہیں یکتا اور بے نظیر ہیں۔ آپؐ کی محسنانہ ہمدردی اور مشفقانہ غمخواری کا کسی ایک فرد یا ایک قبیلہ یا ایک خاندان سے تعلق نہیں بلکہ ساری دُنیا سے اس کا تعلق ہے۔ پھر کسی ایک زمانہ سے اس کا تعلق نہیں قیامت تک کے زمانوں سے اس کا تعلق ہے۔ ایسی سچی، کامل اور ہمہ گیر ہمدردی کسی اور وجود میں تو ہمیں نظر نہیں آتی۔ ویسی ہمدردی تو کجا میں تو سمجھتا ہوں اس کا ہزارواں حصہ بھی اس کا کروڑواں حصہ حصہ بھی ہمیں کہیں اور نظر نہیں آتا اور اگر کسی شخص کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی ثابت ہو تو ہم گواہی دیتے ہیں اور اس حقیقت کی دُنیا میں منادی کرتے ہیں کہ اس صفت میں حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم سب نبیوں اور تمام انسانوں سے بڑھ کر بے نظیر انسان ہیں۔

اور بھی بہت سی باتیں ہیں مگر اِس وقت مَیں نے صرف بعض کو لیا ہے اور جماعت کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے (میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اِس بات کو سمجھ گئے ہوں گے) کہ مقامِ محمدیہ کی جو معرفت ہمیں حاصل ہے آج وہ ہمارے غیر کو حاصل نہیں اس میں شک نہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اِس وقت تک کروڑوں اربوں لوگ ایسے پیدا ہوئے جنہیں اپنے اپنے ظرف کے مطابق یہ معرفت ملی۔ ہم نے اس عرفان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم رُوحانی فرزند کے ذریعہ حاصل کیا ہے اور پہلوں کی طرح جنہیں یہ عرفان اور معرفت عطا ہوئی تھی حقیقی معنی اور عارفانہ رنگ میں آج اگر کوئی "خاتم الانبیاءؐ زندہ باد" کا نعرہ لگا سکتا ہے تو وہ ہم ہی ہیں۔ ہم جب خاتم الانبیاءؐ زندہ باد، ختم المرسلینؐ زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہیں تو ہمارا یہ نعرہ عارفانہ نعرہ ہے۔ ہم اس حقیقت کو پہچانتے ہیں اور ہمارے دل کی گہرائی ہماری رُوح کی وسعتوں اور ہمارے جسم کے ذرّہ ذرّہ سے یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ خاتم الانبیاءؐ زندہ باد، ختم المرسلینؐ زندہ باد۔"

(الفضل ۷ رمئی ۱۹۷۱ء صہ، صہ)

ولادت باسعادت

شہید احمد بن مکرم سیٹھی مقبول احمد ابن مکرم سیٹھی محمد اسحٰق مرحوم آف سیٹھی ہاؤس جہلم کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی اور باصحت زندگی عطا فرماتے ہوئے خادمِ دین بنائے اور خاندان بھر کے لئے باعثِ فخر و انبساط بنائے نیز اللہ تعالیٰ نومولود کو اپنے باپ دادا کے نقشِ قدم پر چلائے۔

سیٹھی مقبول احمد صاحب مورخہ ۲، ۳ر جولائی ۱۹۷۲ء کی درمیانی شب سینے میں گولی لگنے سے شہید ہو گئے تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(سیٹھی داؤد احمد۔ جہلم)

درخواستِ دُعا

مکرم مولوی عبد العزیز صاحب شاہد بنگالی مربی سلسلہ احمدیہ کا بیٹا بعمر ایک سال پندرہ دن سے بعارضہ ہچکی بیمار ہے۔ علاج معالجہ سے ابھی کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ اور فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں داخل ہے۔ والدین بچے کی بیماری کی وجہ سے سخت پریشان ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو کامل و عاجل صحت عطا فرمائے۔ آمین۔ (انیس الرحمٰن بنگالی شاہد مربی سلسلہ احمدیہ حدیقۃ المبشرین ربوہ)

ہمارے عقائد اور انکی تفصیل

(بقیہ صفحہ اوّل)

تمام انبیاء، تمام اولیاء اور تمام انسانی کمالات کے جامع لوگوں میں ایک ہی ہے جس کا نام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے میرے واہمہ کے واہمہ میں بھی نہیں آتا کہ کوئی اور ہو۔ حضرت صاحبؑ کا ایک شعر یاد آگیا ہے

اے دل انکار و شکے از شاہ دیں
خادمان و چاکرانش را ببیں

ہم جب دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کیسے پاک گروہ تھے اور مجدد کیسے یہ تو قصے کہانی بات ہو جاتی لیکن تمہارا وجود اس گاؤں میں گواہی ہے کہ احمدؐ کا غلام بننے سے کیا فضل آتا ہے:

(خطبات نور جلد دوم صہ ۱۳۱، صہ ۱۳۲)

جامعہ احمدیہ یکم ستمبر کو کھل رہا ہے

انشاء اللہ العزیز جامعہ احمدیہ موسمی تعطیلات کے بعد یکم ستمبر ۱۹۷۲ء کو کھل رہا ہے۔ طلبہ کی حاضری ۶ بجکر ۵۰ منٹ پر ہوگی۔ تمام طلبہ بلا استثناء جامعہ میں حاضر ہو جائیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴